تاریخ اسلام:

آیت اللہ جعفر سبحانی

ہجرت کے پانچویں سال کے واقعات:

غلط رسومات کی سرکوبی

شہر مکہ سے پیغمبر عظیم الشان کی ہجرت کے پانچویں سال رونما ہونے والے اہم اور دلچسپ واقعات میں جنگ احزاب، داستان بنی قریظہ اور زینب بنت جحش کے ساتھ پیغمبر اسلامؐ کی شادی خانہ آبادی کو نمایاں حیثیت حاصل ہے۔ اسلامی مصنفین کا خیال ہے کہ زینب کے ساتھ پیغمبرؐ کی شادی ان حوادث کا سر آغاز ہے۔

قرآن مجید نے سورۂ احزاب کی آیات نمبر ۴، ۶ اور ۳۶ لغایۃ ۴۰ میں مذکورہ داستان کو ایسے واضح انداز میں بیان کردیا ہے کہ مستشرقین ودیگر ماہرین کے لئے دروغ بیانی یا خیال پردازی کی گنجائش ہی نہیں رہ جاتی۔ ہم اس داستان کے تجزیہ کے لئے پہلے مذہب اسلام کی صحیح ترین اور اہم ترین تاریخی سند یعنی قرآن مجید کا سہارا لیتے ہیں۔ اس کے بعد مستشرقین نے اس سلسلے میں جو خیالات ظاہر کئے ہیں ان کا بھی جائزہ لیا جائے گا۔

زید بن حارثہ کون ہیں؟!

زید وہ نوجوان ہے جس کو عربستان کے جنگلی لٹیرے ایک قافلے سے اٹھا لے گئے تھے اور کچھ عرصے بعد "عکاظ" نامی بازار میں انھیں غلام کی حیثیت سے فروخت کردیا تھا۔ حکیم بن حزام نے انہیں اپنی پھوپھی حضرت خدیجہ کے لئے خریدا تھا اور شادی کے بعد خدیجہ نے اس نوجوان کو حضرت محمدؐ کے حوالے کردیا تھا۔

پیغمبرؐ کی شفقت ومحبت اور خوش اخلاقی وپاکیزہ خیالی کی وجہ سے زید انکے گرویدہ

ہوگئے چنانچہ جب زید کے والد اپنے بیٹے کی تلاش میں مکہ آئے اور پیغمبر اکرمؐ سے یہ مطالبہ کیا کہ وہ زید کو آزاد کردیں تاکہ وہ انہیں ان کی والدہ اور گھر والوں سے ملانے کے لئے اپنے ساتھ لے جائیں۔ لیکن زید اپنے والد کے ساتھ جانے کے لئے قطعی آمادہ نہ ہوئے بلکہ وطن وخاندان والوں کی محبت پر پیغمبرؐ کی خدمت کو ترجیح دی۔ جبکہ رسول خداؐ نے انہیں مکہ میں ٹھہرنے یا وطن واپس جانے کے لئے پوری طرح آزاد اور صاحب اختیار بنادیا تھا۔

درحقیقت یہ روحانی اور قلبی لگاؤ دوطرفہ تھا۔ اگر زید پیغمبر اکرمؐ کی خوش اخلاقی اور شفقت ومحبت کے دیوانے تھے تو دوسری طرف پیغمبرؐ بھی ان سے بڑی محبت کرتے تھے اور انہیں اپنے فرزند کی طرح عزیز رکھتے تھے چنانچہ لوگ انھیں ''زید بن حارثہ'' کے بجائے ''زید بن محمدؐ'' کے نام سے پکارتے تھے۔ پیغمبرؐ نے اس بات کو سرکاری حیثیت عطا کرنے کے لئے ایک دن زید کا ہاتھ پکڑ کر قبیلہ قریش کے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''یہ میرا فرزند ہے اور ہم لوگوں کو ایک دوسرے سے میراث کا حق حاصل ہے۔''

آپسی محبت اور قلبی لگاؤ کا یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہا یہاں تک کہ جنگ موتہ میں زید شہادت سے ہم آغوش ہوگئے اور ان کی وفات پر پیغمبرؐ ویسے ہی غمزدہ وسوگوار تھے جیسے اپنے بیٹے کی وفات پر کوئی باپ رنجیدہ وغمگین ہوتا ہے۔[2]

پیغمبرؐ کی پھوپھی زاد بہن کے ساتھ زید کی شادی:

پیغمبر اکرمؐ کا اہم اور مقدس مقصد یہ تھا کہ وہ لوگوں کے درمیان موجود فاصلوں کو کم کرتے ہوئے ان میں قربت ونزدیکی پیدا کردیں اور لوگوں کو انسانیت اور تقویٰ وپرہیزگاری کے سایہ میں ایک دوسرے کے اردگرد جمع کردیا جائے اور اخلاق فضائل وانسانی محاسن کو فضیلت اور شخصیت کی کسوٹی قرار دیا جائے۔ اسی وجہ سے وہ یہ چاہتے تھے کہ سرزمین عرب کی قدیم اور غلط رسومات (مثلاً طبقہ اشراف کی لڑکیوں کی شادی کسی غریب ومفلس کے ساتھ نہ کی جائے) کا جلد از جلد خاتمہ ہوجائے۔ چنانچہ انھوں نے اپنے ہی خاندان سے اس کی شروعات

کی اور اپنی پھوپھی زاد بہن زینب کی شادی جو حضرت عبد المطلب کی نواسی تھیں، اپنے سابقہ اور آزاد شدہ غلام زید کے ساتھ کردی تا کہ لوگوں کو اس حقیقت کا اندازہ ہوجائے کہ ان خیالی سرحدوں کا جلد از جلد خاتمہ ضروری ہے۔ اس طرح پیغمبرؐ کے اس قول کا عملی ثبوت بھی حاصل ہوجائے کہ ''فضیلت کی کسوٹی تقویٰ وپرہیزگاری ہے اور ہر مسلمان لڑکی دوسرے مسلمان مرد کی شان وشوکت کے برابر ہے۔'' چنانچہ پیغمبر اکرمؐ نے خود ہی اس قانون کو عملی جامہ پہنادیا۔

عرب معاشرہ میں پھیلی ہوئی غلط اور بری رسم کی سرکوبی ونابودی کو نگاہ میں رکھتے ہوئے پیغمبر اکرمؐ بذات خود اپنی پھوپھی زاد بہن کے گھر تشریف لے گئے اور ان لوگوں سے زینب کے ساتھ زید کی منگنی کا مطالبہ پیش کیا۔ ابتدائی مرحلہ میں زینب اور ان کے بھائی اس رشتہ کے لئے تیار نہ تھے کیونکہ دور جاہلیت کی فاسد فکریں ابھی ان کے قلوب کی گہرائیوں میں موجود تھیں لیکن دوسری طرف وہ لوگ پیغمبر کی نافرمانی سے بھی پرہیز کرنا چاہتے تھے۔ آخر کار ان لوگوں نے زید کی سابقہ غلامی کو بہانہ قرار دیتے ہوئے پیغمبر کی درخواست کو نامنظور کردیا۔

تھوڑی دیر بعد وحی خداوندی نازل ہوئی جس میں زینب اور ان کے بھائی نے اس سلسلے میں جو حرکت کی تھی اس کی بھرپور مذمت کرتے ہوئے یہ کہا گیا:

'' اور کسی مومن مرد یا عورت کو اختیار نہیں ہے کہ جب خدا ورسول کسی امر کے بارے میں فیصلہ کردیں تو وہ بھی اپنے امر کے بارے میں صاحب اختیار بن جائے اور جو بھی خدا و رسول کی نافرمانی کرے گا وہ بڑی کھلی ہوئی گمراہی میں مبتلا ہوگا'' [۲]

پیغمبرؐ نے فوراً اس آیہ کریمہ کو ان لوگوں کے سامنے پڑھ دیا۔ زینب اور ان کے بھائی ''عبد اللہ'' پیغمبر اکرمؐ کی عظمت اور ان کی پاکیزہ شخصیت کے معتقد تھے اور ان کے اعلیٰ مقاصد کو ذہن میں رکھتے ہوئے زینب بنت جحش نے اس شادی کے لئے اپنی رضامندی کا اعلان کردیا اور اس طرح ایک اونچے طبقہ کی اشراف زادی محمد کے غلام کی بیوی ہوگئی جس کو نگاہ میں رکھتے ہوئے اسلام کے حیات آفرین منصوبوں کو عملی جامہ پہنایا گیا اور انسانی معاشرہ

میں پھیلی ہوئی اس بری رسم کو عملی طور پر کچل دیا گیا۔

اپنی زوجہ سے زید کی علیحدگی:

آخر کار بعض اسباب وعوامل کی وجہ سے شادی کے کچھ ہی دنوں بعد طلاق کی نوبت آگئی۔
بعض لوگوں کا یہ خیال ہے اس جدائی اور علیحدگی میں زینب کے ذاتی جذبات نے نمایاں کردار ادا کیا۔ وہ اپنے شوہر کے حسب ونسب کی پستی اور اپنے خاندان کی عظمت وفضیلت کا تذکرہ برابر اپنے شوہر کے سامنے کیا کرتی تھیں اور اپنی طعنہ زنی کے ذریعہ ان کی زندگی دوبھر کیے رہتی تھیں۔

لیکن قوی احتمال یہ ہے کہ طلاق کا سبب خود زید ہی ہوں کیونکہ ان کے حالات زندگی سے یہ پتہ چلتا ہے کہ وہ تنہائی پسند اور غیر معتدل مزاج کے حامل تھے اسی وجہ سے انھوں نے لگاتار کئی شادیاں کیں اور ہر ایک کو طلاق دیدی اور عمر کے آخری حصہ میں، جب وہ ایک جنگ میں شہید ہوئے، صرف ایک ہی خاتون ان کے عقد میں تھیں اور دیگر بھی ازواج سے انھوں نے مکمل علیحدگی اختیار کرلی تھی۔ یہ لگاتار شادی وطلاق اس بات کی دلیل ہے کہ مزاجی اعتبار سے وہ غیر معتدل انسان تھے۔

اس طلاق میں زید کا بڑا حصہ تھا جس کی دوسری دلیل تیز لہجہ میں پیغمبرؐ کا خطاب ہے۔ جب پیغمبرؐ کو پتہ چلا کہ ان کے منہ بولے بیٹے نے اپنی زوجہ کو طلاق دینے کا فیصلہ کیا ہے تو انہوں نے سخت لہجے میں ڈانٹتے ہوئے فرمایا۔" امسک علیک زوجک واتق اللہ۔"[۱] یعنی اپنی زوجہ کو اپنے ساتھ رکھو اور خداوند عالم کے غضب سے ڈرو۔"

اگر زوجہ پوری طرح قصوروار ہوتی تو اپنی شریک حیات سے زید کی جدائی وعلیحدگی کی وجہ سے ان کے تقوی و پرہیزگاری پر قطعی کوئی حرف نہ آتا۔ ان تمام باتوں کے باوجود آخر کار زید نے اپنے فیصلے کو عملی جامہ پہناتے ہوئے زینب سے علیحدگی اختیار کرلی۔

دوسری بری رسم کی نابودی کے لئے شادی:

اس شادی کی بنیادی وجہ کا تجزیہ کرنے سے پہلے نسب کے بارے میں جاننا ضروری

معلوم ہوتا ہے کیونکہ ایک اعلیٰ معیاری سماج میں نسب کا بنیادی اور اہم کردار ہوا کرتا ہے۔ نسب کی حقیقت سے باخبر ہونے کے بعد ''حقیقی فرزند'' اور ایک ''منہ بولے فرزند'' کے درمیان موجود فرق پوری طرح نمایاں ہوجاتا ہے۔ حقیقی بیٹے کا اپنے باپ کے ساتھ تخلیقی رشتہ ہوتا ہے اور بیٹے کی تخلیق میں باپ کو مبدء مادی کی حیثیت حاصل ہوا کرتی ہے۔ بیٹا اپنے باپ کی روحانی اور جسمانی صفات کا مظہر ہوا کرتا ہے اور اسی یکسانیت اور خونی رشتہ کی وجہ سے باپ اور بیٹے ایک دوسرے کی میراث کے حقدار ہوا کرتے ہیں اور شادی و طلاق کے سلسلے میں دونوں مخصوص احکام کے حامل ہیں۔

پس ایک ایسا اہم موضوع جو تخلیقی بنیاد کا حامل ہے، فقط زبان سے چند لفظوں کی ادائیگی کے ذریعہ طے نہیں ہوسکتا ہے۔ کسی آدمی کا منہ بولا بیٹا اس کا حقیقی بیٹا ہرگز نہیں ہوسکتا ہے چہ جائیکہ ایک منہ بولے بیٹے پر میراث ازدواج اور طلاق کے احکام کا اطلاق ایک حقیقی بیٹے کی طرح کیا جائے۔ یہ بات قطعی ناممکن ہے۔ مثلاً ایک حقیقی بیٹے کو اپنے باپ سے میراث حاصل ہوتی ہے اور اسی طرح بیٹے سے باپ کو بھی میراث ملا کرتی ہے۔ یا حقیقی فرزند کی زوجہ طلاق کے بعد بھی باپ کے لئے حرام ہوا کرتی ہے لیکن یہ بات ہرگز نہیں کہی جاسکتی کہ منہ بولے بیٹے کے سلسلے میں بھی اسی شرعی حکم کا اطلاق ہوگا۔ دوسری عبارت میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ منہ بولے فرزند اور حقیقی فرزند پر یکساں حکم کا اطلاق ناممکن اور خلاف عدل ہے۔

مجموعی اعتبار سے نہ صرف یہ کہ یہ شرکت صحیح مبدء کی حامل نہیں ہے۔ بلکہ ایک صالح معاشرہ میں نسب کے بنیادی کردار کے ساتھ کھلواڑ بھی ہے۔

پس اگر پسر خواندگی کا مقصد جذبات اور تعلقات کا اظہار ہے تو یقیناً ایک مناسب اور مستحسن عمل ہے لیکن اگر اس کا مقصد سماجی احکام میں منہ بولے فرزند کو حقیقی فرزند کی طرح شریک کرنا ہے تو یہ بات نہایت نامناسب اور علم و منطق سے کوسوں دور ہے۔

عرب معاشرہ میں منہ بولے فرزند کو حقیقی فرزند کا درجہ دیا جاتا تھا چنانچہ پیغمبرؐ کو اس

بات پر تعینات کیا گیا کہ وہ اپنے منہ بولے فرزند یعنی زید کی مطلقہ زینب کے ساتھ شادی کرکے عرب سماج سے اس بری رسم کو ہمیشہ کے لئے ختم کردیں اور قول وقانون سازی کے بجائے عملی اعتبار سے اس نامناسب رسم کو پوری طرح سرکوب اور نابود کرڈالیں کیونکہ عملی اقدام زیادہ موثر ہوا کرتا ہے۔ پس اس شادی کی اس کے علاوہ کوئی دوسری وجہ نہیں تھی۔ چونکہ اس زمانے میں کسی عام آدمی میں اتنی ہمت نہ تھی کہ وہ سماج میں رائج رسم کی خلاف ورزی کرتے ہوئے منہ بولے فرزند کی طلاق شدہ عورت کے ساتھ شادی کرنے کا فیصلہ کرتا لہذا خداوند عالم اس اہم کارنامہ کے لئے خود پیغمبر اکرمؐ کو منتخب فرمایا۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہوتا ہے۔:

''اس کے بعد جب زید نے اپنی حاجت پوری کرلی تو ہم نے اس عورت کا عقد تم سے کردیا (تاکہ) مومنین کے لئے منہ بولے بیٹوں کی بیویوں کے ساتھ عقد کرنے میں کوئی حرج نہ رہے جب وہ لوگ اپنی ضرورت پوری کرچکیں اور اللہ کا حکم بہرحال نافذ ہوکر رہتا ہے۔''[۵]

اس شادی نے نہ صرف یہ کہ ایک غلط رسم کو پوری طرح کچل دیا بلکہ یہ سماج میں مساوات اور برابری کا عظیم ترین مظہر بن گئی کیونکہ مذہب اسلام کے رہبر عظیم الشان نے ایک ایسی عورت سے شادی کی تھی جس کا شوہر ان کا آزاد کیا ہوا غلام تھا اور اس زمانے میں اس قسم کی شادی سماج کے اصولوں کے خلاف شمار کی جاتی تھی۔

اس شجاعانہ اقدام کے بعد کوتاہ فکر افراد اور منافقوں نے اعتراض اور تنقید کی بھرمار کردی اور ہر جگہ ایک انہونی بات کی طرح یہ چرچا چھیڑ دیا کہ ''محمد نے منہ بولے بیٹے کی مطلقہ زوجہ کے ساتھ شادی کرلی۔''

خداوند عالم نے اس قسم کے نازیبا افکار کی تردید وسرکوبی کے لئے درج ذیل آیت نازل فرمائی۔

''ما کان محمدٌ ابا احدٍ من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین

وکان اللہ بکل شئی علیماً"
یعنی محمد تمہارے مردوں میں سے کسی ایک کے باپ نہیں لیکن وہ اللہ کے رسول اور سلسلۂ انبیاء کے خاتم ہیں اور اللہ ہر شئے کا خوب جاننے والا ہے۔"[۱]

قرآن مجید نے صرف اسی بیان پر اکتفا نہیں کی بلکہ پیغمبر اکرمؐ نے حکم خداوندی کو عملی جامہ پہنانے کے لئے جس مثالی شجاعت کا مظاہرہ کیا تھا سورۂ احزاب کی ۳۸ ویں اور ۳۹ ویں آیات میں اس کی اعلانیہ ستائش بھی کی۔ ان دو آیتوں میں جو کچھ کہا گیا اس کا خلاصہ یہ ہے کہ "محمد دوسرے پیغمبروں کی طرح ہیں جو الٰہی پیغامات کو لوگوں تک پہونچاتے ہیں اور حکم خداوندی کی اطاعت میں کسی سے خوفزدہ نہیں ہوتے۔"[۲]

یہ ہے زینب کے ساتھ حضرت محمدؐ کی شادی کا فلسفہ: اب یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مستشرقین نے اس سلسلے میں جو نظریہ پیش کیا ہے اس کا بھی تجزیہ کرلیا جائے۔

زینب کی شادی اور مستشرقین:

زید بن حارثہ کی مطلقہ زوجہ زینب کے ساتھ پیغمبرؐ اسلام کی شادی ایک عام' سادہ اور ہر قسم کے ابہام سے دور بات ہے لیکن بعض مستشرقین نے سادہ لوح اور بے خبر لوگوں کو فریب کا شکار بنانے کے لئے اس شادی کو اسلام اور پیغمبرؐ اسلام کے خلاف ایک اہم دستاویز بنالیا ہے اور اس کے ذریعہ پیغمبرؐ کی سیرت سے مکمل واقفیت نہ رکھنے والے لوگوں کے ایمان کو کمزور بنانے کی کوشش کی ہے لہذا یہ لازمی ہوگیا کہ اس جماعت کے لوگوں نے جو خیال پیش کیا ہے اس کا بھرپور تجزیہ کیا جائے۔

یہ ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ سامراجیت سرزمین مشرق پر اپنا مکمل تسلط قائم رکھنے کے لئے صرف فوجی اور اقتصادی طاقت کا استعمال نہیں کرتی ہے بلکہ کبھی کبھی یہ علم و تحقیق کے لباس میں اس سرزمین میں وارد ہوتی ہے اور نہایت سوچے سمجھے منصوبے کے ذریعے لوگوں کو فکری سامراجیت کی غلامی کی زنجیروں میں جکڑنے کی بھرپور کوشش کرتی ہے۔ درحقیقت

مستشرق اسی وسعت طلب سامراجی عنصر کا نام ہے جو مخصوص رنگ وروپ کے ساتھ سماج کے قلب میں نام نہاد اور دانشوروں کے درمیان اپنی سرگرمیوں کا آغاز کرتا ہے اور فاضل جماعت کے لوگوں کی فکروں کو اپنا متوالہ بنانے کے بعد اپنے سامراجی منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے میں ہمہ تن سرگرم ہوجاتا ہے۔

ممکن ہے کہ مغربی علم اور تہذیب وتمدن سے والہانہ عشق وعقیدت رکھنے والے اکثر مصنفین اور دانشوروں کو ہماری یہ بات پسند نہ آئے اور وہ ہم لوگوں کو رجعت پرستی اور تعصب کا الزام لگادیں اور یہ سوچیں کہ مذہبی اور قومی تعصب نے ہم لوگوں کو یہ کہنے پر مجبور کردیا ہے۔ لیکن مستشرقین نے تاریخ اسلام میں ایک منظم منصوبے کے تحت جو کاٹ چھانٹ کی ہے اس سے صاف پتہ چلاتا ہے کہ ایک مخصوص مقصد کی تکمیل کی خاطر ان لوگوں نے یہ کام انجام دیا ہے اور ان کے بیانات میں عملی معیار کا فقدان اور قومی ومذہبی مخالفت کی کثرت پائی جاتی ہے اور ان لوگوں نے یہ سارا کام علمی اور تحقیقی لباس میں انجام دیا ہے۔[۵]

ہماری یہ بات اس سلسلے کی بہترین گواہ ہے۔ ان لوگوں نے اس شادی کے سلسلے میں اپنی مخصوص مغربی خیال پردازی کو بروئے کار لاتے ہوئے اس کو عشق اور دلبری کا رنگ دیدیا جبکہ اس کا بنیادی مقصد ''ایک باطل رسم کی سرکوبی ونابودی'' کے علاوہ کچھ نہ تھا۔ ان لوگوں نے ایک ماہر ناول نگار کی طرح ایک جعلی تاریخ کو بڑھا چڑھا کر دنیائے انسانیت کے پاکیزہ ترین انسان سے وابستہ کردیا ہے۔

بہرحال ان لوگوں کے افسانہ نگاری کی بنیاد وہ جملے ہیں جو ابن اثیر نے اور اس سے قبل طبری اور بعض دیگر مفسرین نے نقل کیا ہے اور وہ جملے یہ ہیں ایک دن پیغمبر کی آنکھ اچانک زید کی زوجہ زینب پر پڑی۔ زید نے محسوس کیا کہ پیغمبر زینب کی طرف مائل ہوگئے ہیں۔ زید پیغمبر اکرمؐ سے والہانہ محبت کرتے تھے۔ وہ ایک دن پیغمبر کی خدمت میں حاضر ہوئے اور زینب کو طلاق دینے کی تجویز ان کے سامنے پیش کی تاکہ زینب کے ساتھ پیغمبر کی شادی میں ذرہ برابر کوئی

رکاوٹ پیدا نہ ہونے پائے۔ پیغمبر نے زید کو سختی سے منع کیا کہ وہ اپنی زوجہ کو طلاق نہ دیں لیکن زید نے بالآخر اپنی بیوی کو طلاق دیدی اور رسول خدا نے زینب کے ساتھ شادی کر لی۔

لیکن مستشرقین نے اس تاریخی سند کا تحقیقی تجزیہ کرنے کے بجائے اس جعلی تاریخ کے متن کو اس حد تک بڑھا چڑھا کر پیش کیا کہ وہ داستان الف لیلیٰ کا دلچسپ حصہ معلوم ہونے لگے۔ درحقیقت جو لوگ پیغمبرؐ اسلام کی سیرت طیبہ سے بخوبی واقف ہیں وہ اس داستان کو ایک خیالی تخلیق کے علاوہ کچھ نہیں سمجھتے اور اس بیان کو رسول مقبولؐ کی زندگی سے بہت دور پاتے ہیں چنانچہ فخر رازی اور آلوسی جیسے نامور دانشمندوں نے بھی اس تاریخ کی اعلانیہ تکذیب وتردید کی ہے۔ ان لوگوں نے اس داستان کے سلسلے میں اظہار خیال کرتے ہوئے لکھا ہے:

"اسلام دشمنوں نے اس داستان کی تخلیق کی ہے اور بڑی چالاکی کی ہوشیاری کے ساتھ اسے مسلمان مورخین و مصنفین کے درمیان شائع ورائج کر دیا ہے۔"۹

آخر یہ بات کیسے کہی جا سکتی ہے کہ یہ تاریخی ٹکڑا طبری یا ابن اثیر کی عبارت ہے جبکہ اسی کتاب میں جگہ جگہ پر اس کے برعکس باتیں نقل کی ہیں اور پیغمبرؐ کی ذات کو ہر قسم کی آلائش و برائی سے پاک وپاکیزہ ثابت کیا ہے۔

بہر حال سردست ان علامتوں اور شہادتوں کا ذکر لازمی ہوتا ہے جس کی روشنی میں یہ بات واضح ہو جائے کہ اصل موضوع کیا ہے کیونکہ پیغمبرؐ جیسی شخصیت کے بارے میں گڑھی گئی اس داستان کے سلسلے میں دفاعی عبارت کی چنداں ضرورت نہیں رہ جاتی البتہ ان شواہد کی ضرورت سے انکار ناممکن ہے جن کی روشنی میں اصل موضوع کی وضاحت ہو جاتی ہے اور وہ شواہد حسب ذیل ہیں۔

۱۔ مذکورہ تاریخ اسلام اور مسلمانوں کی سند کے خلاف ہے کیونکہ سورۂ احزاب کی ۳۷ ویں آیہ کریمہ میں قرآن مجید یہ شہادت پیش کرتا ہے کہ "زینب کے ساتھ پیغمبرؐ کی شادی کا مقصد عرب سماج میں رائج بری اور باطل رسم کی مکمل تردید وسرکوبی تھی کیونکہ اس

زمانے میں عرب سماج میں کسی کو یہ حق حاصل نہ تھا کہ وہ اپنے منہ بولے بیٹے کی مطلقہ زوجہ کے ساتھ شادی کرسکے اور یہ کام بھی خداوند عالم کے حکم کے مطابق انجام پایا تھا ا س میں کسی قسم کی دلبری ودلچسپی کا کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ صدر اسلام میں کسی نے بھی اس واقعہ کے سلسلے میں ذرہ برابر کوئی اعتراض نہیں کیا۔ دوسری طرف اگر ارشاد قرآن، حقیقت کے خلاف ہوتا تو یہودی عیسائی اور منافقین فوراً اعتراض وتنقید کی بھرمار کردیتے اور قرآن واسلام کے خلاف ایک مسئلہ کھڑا کردیتے کیونکہ دشمنوں کی یہ جماعت ہمیشہ تاک میں لگی رہتی تھی پس یہ جماعت اس واقعہ کو ہرگز نظر انداز نہ کرتی۔

۲۔ زینب وہی خاتون ہیں جس نے زید کے ساتھ شادی سے قبل خود پیغمبر اکرمؐ کے ساتھ شادی کرنے کی خواہش ظاہر کی تھی لیکن پیغمبرؐ اکرم نے ان سے اصرار کیا کہ وہ ان کے غلام زید کے ساتھ شادی کے لئے رضامند ہوجائیں۔ اگر پیغمبرؐ زینب کے ساتھ شادی کرنا چاہتے تو زید سے پہلے خود اپنے ساتھ شادی کرلیتے۔ اس سلسلے میں کسی طرح کوئی معمولی سی رکاوٹ موجود نہ تھی۔ اگر وہ زینب سے شادی کرنا چاہتے تھے تو پھر کیوں نہیں کیا؟ وہ ایسا ہرگز نہیں چاہتے تھے اور انہیں یہ معلوم تھا کہ زینب ان کے ساتھ شادی کرنا چاہتی ہیں پھر بھی انھوں نے زینب کی خواہش کا احترام کرنے کے بجائے انہیں زید کے ساتھ شادی کے لئے رضامند کیا۔

سامراجیت کے علمی سپاہیوں کے پاس اس کے علاوہ کوئی دوسرا چارہ کار نہیں رہا کہ وہ تاریخی متن کی تکذیب اور اس میں کاٹ چھانٹ کرتے رہیں۔ ہماری نظر میں پیغمبرؐ کی تاریخ زندگی کے صفحات انتہائی پاک وپاکیزہ ہیں اور اس بات کی چنداں ضرورت محسوس نہیں ہوتی کہ مخالف جماعت کے نازیبا کلمات کو اس جگہ دہرایا جائے۔ جس پیغمبر نے اپنی پچاس سالہ زندگی ایک ایسی عورت کے ساتھ بسر کی ہے جو سن وسال کے اعتبار سے ان سے ۱۸ سال بڑی تھیں، اس کے بارے میں مخالفین کی بیہودہ باتوں کی طرف زیادہ توجہ دینا مناسب نہیں ہے۔

دو جملوں کی وضاحت:

اس بحث کی تکمیل کی خاطر اس سلسلے میں نازل شدہ آیۂ کریمہ میں موجود دو جملوں کی وضاحت لازمی معلوم ہوتی ہے کیونکہ بعض کم معلومات کے حامل لوگ ان جملوں کی وجہ سے شک وتردید میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ آیۂ کریمہ میں منقول ہے۔" واذ تقول للذی انعم الله علیه وانعمت علیه امسک علیک زوجک واتق الله۔" ؎

یعنی اور اس وقت کو یاد کرو جب تم اس شخص سے جس پر خدا نے بھی نعمت نازل کی اورتم نے بھی احسان کیا یہ کہہ رہے تھے کہ اپنی زوجہ کو روک کر رکھو اور اللہ سے ڈرو۔" آیۂ کریمہ میں اس حد تک کسی ابہام کی گنجائش نہیں ہے البتہ اس کے بعد میں آنے والے دو جملوں کی وضاحت لازمی معلوم ہوتی ہے۔ وہ جملے یہ ہیں۔

یعنی اور تم اپنے دل میں اس بات کو چھپائے ہوئے تھے جسے خدا ظاہر کرنے والا تھا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ زید کو اتنی نصیحت کے بعد وہ کونسی بات ہے جس کو پیغمبرؐ چھپائے ہوئے تھے اور خداوند عالم اس کو ظاہر کرنے والا تھا۔

اس جگہ اس خیال کا پیدا ہونا ممکن ہے کہ ویسے تو پیغمبرؐ زید کو نصیحت کر رہے تھے کہ وہ زینب کو طلاق نہ دے لیکن دل ہی دل میں وہ اس بات پر راضی تھے کہ زینب زید کے عقد سے آزاد ہو جائے اور وہ خود اس سے شادی کرلیں اس بات کا احتمال بھی ممکن ہے کیونکہ اگر پیغمبرؐ ایسا سوچ رہے تھے تو پھر خداوند عالم نے دوسری آیات میں اس بات کو ظاہر اور نمایاں کیوں نہیں کیا؟ جبکہ اس آیۂ کریمہ میں خداوند عالم یہ کہتا ہے کہ پیغمبر کے دل میں جو کچھ بھی ہے وہ اسے آشکار اور نمایاں کرنے والا ہے۔ ارشاد خداوندی ہوتا ہے۔

"الله مبدیه "یعنی خداوند عالم اس چیز کو ظاہر کرنے والا ہے جسے تم چھپا رہے ہو۔ اس سلسلے میں مفسروں کا قول ہے کہ پیغمبر اکرمؐ جس چیز کو پوشیدہ رکھے ہوئے تھے وہ وحی الٰہی ہے جس کو خداوند عالم نے ان پر نازل کی تھی۔ وضاحت یہ ہے کہ خداوند عالم نے ان پر

وحی نازل کی تھی زید اپنی زوجہ کو طلاق دیدیں گے اور تم ایک باطل سنت کی تردید وسرکوبی کی خاطر (جس کے بموجب منہ بولے لڑکے کی مطلقہ زوجہ سے شادی کو حرام قرار دیدیا گیا ہے) تم اس سے شادی کروگے۔ یہی وجہ تھی کہ جب وہ زید کو طلاق نہ دینے کی نصیحت کررہے تھے اس وحی الٰہی کی طرف متوجہ تھے جبکہ زید اور دیگر افراد سے یہ بات پوشیدہ تھی لیکن خداوند عالم مذکورہ بالا جملہ میں پیغمبرؐ کو بتا دیتا ہے کہ جو بات تمہارے دل میں، خداوند عالم اس کو ظاہر کردے گا اور تمہارے چھپانے سے وہ بات پوشیدہ نہ رہے گی۔

اس بات کی شہادت کے لئے اتنا کافی ہے کہ قرآن اس آیت کے ذیل میں بات کو واضح کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے۔

فلماقضیٰ زید منھا وطراً زوجناکھا لکی لا یکون علی المومنین حرج فی آزواج ادعیائھم۔"

جس وقت زید نے اپنی زوجہ کو طلاق دیدی، ہم نے تم کو حکم دیا کہ اس کی زوجہ کے ساتھ شادی کرلو تاکہ مومنین پر اپنے منہ بولے بیٹے کی مطلقہ ازواج کے ساتھ شادی نہ کرنے کی پابندی باقی نہ رہ جائے۔

اس سے صاف ظاہر ہوجاتا ہے کہ پیغمبرؐ اکرم نے جو چیز پوشیدہ رکھی تھی وہ وہی وحی الٰہی تھی جس میں طلاق کے بعد اپنے منہ بولے بیٹے کی زوجہ کے ساتھ شادی نہ کرنے کی غلط رسم کی سرکوبی کی بات کہی گئی تھی اور اس باطل رسم کی نابودی کے لئے پیغمبرؐ کا انتخاب کیا گیا تھا۔

۲۔ وتخشیٰ الناس واللہ احق ان تخشاہ۔"

یعنی اور تمہیں لوگوں کے طعنوں کا خوف تھا حالانکہ خدا زیادہ حقدار ہے کہ اس سے ڈرا جائے۔

یہ مذکورہ جملہ کا دوسرا حصہ ہے جس میں پہلے حصہ کے مقابلہ میں ابہام زیادہ کم ہے کیونکہ برسوں سے چلی آرہی اس قدیم رسم کو کہ منہ بولے بیٹے کی مطلقہ زوجہ کے ساتھ عقد نہ

کیا جانا چاہیے، کو توڑتے وقت پیغمبرؐ کے دل میں خوف بے چینی کی موجودگی ایک فطری امر تھا۔

اگر پیغمبرؐ کے دل میں کوئی خوف یا خطرہ پیدا ہوا تھا تو اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ سوچ رہے تھے کہ عرب سماج کے لوگوں نے ابھی ابھی جہالت اور فاسد و پلید افکار و خیالات سے نجات حاصل کی ہے اور اس کام کے بعد وہ لوگ یہ کہنے لگیں گے کہ پیغمبرؐ نے ایک نامناسب کام کرڈالا اگر چہ حقیقت میں وہ کام نامناسب نہیں بلکہ حکم الٰہی کے مطابق ہے۔

حوالے:

۱۔کتاب تاریخ الخمیس اس حادثہ کو تاریخی اعتبار سے ماہ ذی القعدہ ۵ھ سے مربوط جانتا ہے لیکن سماجی محاسبات کے مطابق یہ بات صحیح نہیں معلوم ہوتی ہے کیونکہ ۲۴ رشوال ۵ھ سے ۱۹ر ذی الحجہ کے دوران پیغمبرؐ جنگ احزاب اور ''بنی قریظہ'' میں مصروف تھے۔ ایسے حالات میں شادی اور ازدواجی مراسم بہت بعید معلوم ہوتا ہے۔بہر حال اگر زینب کے ساتھ پیغمبرؐ اکرم کا عقد ہجرت کے پانچویں سال میں ہوا ہے تو یہ امر یقینی ہے کہ یہ عقد مذکورہ واقعات سے قبل رونما ہوا۔ اسی بنیاد پر مولف نے اس واقعہ کو جنگ احزاب اور بنی قریظہ سے قبل تحریر کیا ہے۔

۲۔''اسد الغابۃ''، ''الاستیعاب'' و'' الاصابۃ'' میں مادہ زید میں ملاحظہ کیجئے۔

۳۔وماکان..........ضلالاً مبیناً'' سورہ احزاب آیہ ۳۶

۴۔سورہ احزاب آیہ ۳۷

۵۔''فلما قضیٰ زید منہا.....وکان امر اللہ مفعولا۔'' سورہ احزاب ۳۷-۳۸

۶۔سورہ احزاب آیہ ۴۰

۷۔آیات کا متن ملاحظہ ہو۔'' وماکان علی النبی ــ کفی اللہ حسیبا سورہ احزاب آیہ ۳۸/۳۹

۸۔تاریخ کامل جلد ۲ ص ۱۲۱

۹۔''مفاتیح الغیب رازی'' جلد ۲۵ ص ۲۱۲، روح المعانی'' جزء ۲۲/ ۲۳-۲۴

۱۰۔سورہ احزاب آیہ ۳۷

* * * *